دُعا بعد نمازِ جنازہ کا حکم

از قلم

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ العالی

(رئیس دارالافتاء جمعیت اشاعت اہلسنّت)

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد، کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی، فون:2439799

پیشکش کردہ

www.gulfishanmasjid.com

فہرست عنوانات

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۱۔	پیشِ لفظ	3
۲۔	دُعا بعد نماز جنازہ	5
۳۔	احادیث شریفہ سے ثبوت	6
۴۔	رسول اللہ ﷺ کا تدفین کے بعد دُعا فرمانا	12
۵۔	نمازِ جنازہ کے بعد دُعا کرنا	13
۶۔	قرآن کا حکم	14
۷۔	فرمانِ رسول ﷺ	15
۸۔	کیا فرمانِ رسول ﷺ پر عمل بدعت ہے؟	16
۹۔	نماز میں مانگی جانے والی دُعا میت کے لئے خاص نہیں	18
۱۰۔	حدیث شریف میں حکمِ دُعا بعد اِتمامِ نماز ہے	20
۱۱۔	حضرت عبداللہ بن اَبی اَوفٰی کی روایت	21
۱۲۔	صحابہ کرام کا عمل	22
۱۳۔	حضرت علی رضی اللہ عنہ کا عمل	23
۱۴۔	حضرت ابن عباس وابن عمر رضی اللہ عنہم کا عمل	24
۱۵۔	حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا عمل	24
۱۶۔	حکم فعلِ قبیح کا حکم نہیں دیتا	25
۱۷۔	خام خیالی کا ازالہ	26
۱۸۔	قرآن کریم کے مطلق حکم پر زیادتی جائز نہیں	27
۱۹۔	احناف کا مذہب	27
۲۰۔	مخدوم عبدالواحد سیوستانی متوفی ۱۲۲۴ھ کا فتویٰ	31
۲۱۔	جواز کی تصریح	33
۲۲۔	مختار ومفتیٰ بہ قول	33

پیشِ لفظ

قرآن کریم میں بتایا گیا کہ دعا مانگنے والوں کی دعائیں قبول کی جاتی ہیں، اور حکم دیا گیا کہ اپنے پروردگار سے دعا مانگو وہ تمہاری دعائیں قبول فرمائے گا، اور فرمایا کہ جب نماز سے فارغ ہو جاؤ تو دعا میں محنت کرو اور اہل ایمان کی صفات میں سے ایک صفت یہ بیان کی گئی کہ وہ اپنے سابقین کے لئے مغفرت کی دعائیں مانگتے ہیں، اور پھر حدیث شریف میں دعا کو عبادت قرار دیا گیا ہے اور قرآن کریم میں دُعا کے حکم سے متصل یہ بتایا گیا کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت (یعنی دُعا) سے تکبر کرتے ہیں، انہیں عنقریب ذلیل ورُسوا کر کے جہنم میں داخل کر دیا جائے گا، اور حدیث شریف میں فرض نماز کے بعد دُعا مانگنا ثابت ہے اور اسی طرح نمازِ جنازہ کے بعد دُعا کے بارے میں حکمِ رسول ﷺ ہے کہ ''جب تم نمازِ جنازہ پڑھ چکو تو خالص میت کے واسطے دُعا مانگو''۔ اور نمازِ جنازہ کے بعد دُعا مانگنا فعلِ رسول ﷺ اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے عمل سے ثابت ہے اور فقہاءِ احناف کے اقوال اور ان اقوال پر فتویٰ دیا جانا سب کے سب جواز وثبوت کی بیّن دلیل ہیں۔

تعجب ہے اُن لوگوں پر جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور قرآنی ارشادات کو فراموش کئے ہوئے ہیں اور جو حدیثِ نبوی ﷺ پر عمل کرنے کے دعویدار ہیں اور اپنا نام ہی انہوں نے اہلحدیث رکھ لیا، اگرچہ وہ صرف غیر مقلّد ہیں اور متعدد احادیثِ نبویہ علیہ التحیۃ والثناء کے منکر ہیں اور جو اپنے آپ کو حنفی کہتے ہیں اور فقہ حنفی کے مفتیٰ بہ اقوال کے خلاف کرتے، بولتے اور لکھتے ہیں، خود بھی اپنی میتوں کے بدخواہ کہ ان کے واسطے بخشش کی دعا مانگنے سے گریزاں رہتے ہیں اور دوسروں کو کہتے ہیں کہ وہ بھی میت کے لئے مغفرت کی دُعا نہ کریں اور بعد نمازِ جنازہ دُعا مانگنے والوں پر بدعتی ہونے اور اُن کے عمل کو خلافِ سنّت، خلافِ اسلام بتاتے ہیں، اور یہ رسالہ جو کہ درحقیقت ہمارے دارالافتاء سے جاری ہونے والا ایسے ہی ایک معاند کے

استفتاء کے جواب میں تحریر کردہ ایک فتویٰ ہے، اس میں ثابت کیا گیا ہے کہ نمازِ جنازہ کے بعد دُعا نہ قرآن وسنّت کے خلاف ہے اور نہ ہی فقہ حنفی کے مفتیٰ بہ اور مختار اقوال کے خلاف ہے بلکہ اس کا جواز قرآن وسنّت اور فقہ حنفی کے ایسے اقوال سے ثابت ہے جن پر فتویٰ ہے اور جنہیں مختار قرار دیا گیا ہے، اس ماہ جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان) کے شعبہ نشرواشاعت کی کمیٹی نے ایک کرم فرما (عبدالرحمٰن قادری) کی توجہ دلانے پر فیصلہ کیا کہ ہمارے قارئین کے فائدے کے لئے اس کی اشاعت کی جائے۔ اس لیئے اس فتویٰ کا پرنٹ نکال کر مفتی صاحب کی خدمت میں پیش کیا گیا، آپ نے اپنے چند سال قبل دیئے گئے فتویٰ پر مزید کام کیا اور آپ نے اس میں ذکر کردہ احادیث کی تخریج اور حواشی تحریر فرما دیئے، اس لئے اصل فتویٰ کو بطور متن اور تخریج کو ہر صفحہ پر ایک لائن کے ذریعے علیحدہ کر دیا گیا ہے اور اس کے تحت پھر بعد میں کی جانے والی تشریحات کو بھی بطور حواشی اکٹھا کیا گیا ہے تاکہ اصل فتویٰ اور بعد میں ہونے والے کام میں امتیاز رہے اور پھر پورے رسالہ میں جن جن کُتُب سے استفادہ کیا گیا ان کے نام بمع مطبع وسنِ طباعت مآخذ ومراجع کے عنوان کے تحت نقل کر دیئے گئے اور ساتھ ہی عنوانات کو ایک فہرست کی صورت میں ذکر کر دیا گیا ہے۔

لہٰذا اب اسے جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان) اپنے سلسلۂ اشاعت کے 159 نمبر پر شائع کرنے کا اہتمام کر رہی ہے، دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے عوام وخواص کے لئے نافع بنائے اور مصنّف اور معاونین کو دارین میں جزائے خیر عطا فرمائے۔

فقط

محمد مختار اشرفی

خادم جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

مدرّس شعبہ درس نظامی جمعیت اشاعت اہلسنّت

دُعابعدنمازِجنازہ کاحکم

الاستفتاء: نمازِجنازہ سےسلام پھیرکردُعا کیلئے ہاتھ اٹھانا بدعت بھی اور غیر منطقی امر بھی ہے کیونکہ نمازِ جنازہ تو خود ہی ایک دُعا ہے نماز نہیں ہے۔نماز اس کو محض اس لئے کہا جاتا ہے کہ تکبیرات وقیام وسلام میں نماز مشابہ ہے جیسا کہ نماز میں اس سب کچھ کے ساتھ رکوع ہے،قومہ ہے،سجدہ ہے،تشہد ہے، جونمازِ جنازہ میں موجودنہیں ہیں،لہٰذا حقیقت میں یہ نمازنہیں۔ یہ دراصل تو دعائے جنازہ ہی ہے مگراس کے کچھ حصہ کونماز کا ہم شکل ہونے کی وجہ سے نماز ہی کہہ دیا گیا۔اور پھر جب نمازِ جنازہ بجائے خود بھی ایک دُعا ہے تو دُعا کے بعد ایک اور بے محل دُعا میں کیا تُک ہے۔مزید یہ کہ اس دُعا کا حضور ﷺ سے چل کر تینوں بہترین زمانوں (صحابہ کرام،تابعین، تبع تابعین رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین) میں کہیں وجودنہیں پایا جاتا، یہ اہلِ بدعت کی اختراع ہے اور انہی کو اس پر اصرار بھی ہے۔اس دُعا کو صرف ''اہلِ حدیث'' ہی بدعت نہیں کہتے بلکہ خود احناف کے بڑے بھی اس کو سنّت نہیں سمجھتے اور اپنے متّبعین کو اس سے منع کرتے ہیں مگراس کا کیا کیا جائے کہ احناف کا وہ غیر علمی گروہ جس کا کام صرف ''اہلِ حدیث'' کے خلاف لڑائی جاری رکھنا ہی ہے وہ ''اہلِ حدیث'' کی ضد میں اپنے بڑوں کی بات بھی ماننے کو تیار نہیں ہم اپنے بھائیوں سے عرض کریں گے کہ وہ اس باب میں اپنے بزرگوں سے دریافت کریں۔آپ حیران ہوں گے کہ اس دُعا کو بدعت قرار دینے میں آپ کے بڑے بھی اہل حدیث کے ساتھ ہیں۔

مرقاۃ کے حضرت ملا علی قاری مشہور حنفی بزرگ ہیں وہ تحریر کرتے ہیں ''لا یدعو للمیت بعد الصلوٰۃ الجنازۃ لأنه یشبه الزیادۃ فی الصلوٰۃ

الجنازۃ'' کہ نمازِ جنازہ سے سلام پھیر کر میت کے لئے مزید دُعا نہ کی جائے کیونکہ اس سے رسول اللہ ﷺ کی ادا کردہ نماز میں اضافہ کرنے کا شبہ دخل پاتا ہے۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ و تقدس الجواب:

احادیث شریفہ سے ثبوت:

مسلمان کے انتقال کے بعد اس کے واسطے دُعا کرنا احادیثِ نبویہ ﷺ سے ثابت ہے اور ان میں وقت کی کوئی قید نہیں ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے: عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةِ أَشْیَاءٍ مِنْ صَدَقَةٍ جَارِیَةٍ، أَوْ عِلْمٍ یُنْتَفَعُ بِهٖ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ یَدْعُوْ لَهٗ" [1]

---

[1] اس حدیث کو امام مسلم نے بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ نے "صحیح مسلم" کے کتاب الوصیة، باب ما یلحق الإنسان من الثواب بعد وفاته (ص٦٣٨، برقم:١٤-١٦٣١) میں، امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی متوفی ۲۷۵ھ "سنن أبی داؤد" کے کتاب الوصایا، باب ما جاء فی الصدقة (٣/٢٠١-٢٠٢، برقم:٢٨٨٠) میں، امام ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ نے "سنن النسائی" کے کتاب الوصایا، باب فضل الصدقة (٦/٢٥٣، برقم:٣٦٥٠) میں، امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ نے "سنن الترمذی" کے کتاب الأحکام، باب فی الوقف (٢/٣٦٢، برقم:١٣٧٦) میں روایت کیا ہے اور امام ترمذی نے فرمایا یہ حدیث "حسن صحیح" ہے اور امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ نے "سنن ابن ماجه" کے المقدمه، باب: ثواب معلّم النّاس الخیر (١/١٤٥، برقم:٢٤١) میں روایت کیا اور محقّق محمود محمد نصّار نے لکھا کہ یہ حدیث "صحیح" ہے، امام ابومحمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی متوفی ۲۵۵ھ نے "سنن الدارمی" کے=

=المقدمه، باب البلاغ عن رسول الله ﷺ و تعليم السُّنن (١/٩٣، برقم:٥٥٩) **میں، امام ابویعلی احمد بن علی بن المثنی موصلی متوفی ۳۰۷ھ نے** "مسند أبی یعلی" **کی** مسند أبی هريره، شهر بن خوشب عن أبی هريرة (ص١١٣٢، برقم:٦٤٥٠/٦١٧) **میں، امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ نے** "الأدب المفرد" (برقم:٣٨) **میں، امام ابوبکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ نیشاپوری متوفی ۳۱۱ھ نے** "صحيح ابن خزيمه" کے کتاب الزكاة، جماع أبواب الصدقات، باب ذكر الدليل على أن أجر الصدقة المحبسة (٤/١١٩٥، برقم:٢٤٩٤) **میں، امام ابوجعفر احمد بن محمد الطحاوی متوفی ۳۲۱ھ نے** "مشكل الآثار" کے كتاب الصلاة، باب: ١٦٨ (تحفة الأخيار بترتيب مشكل الآثار ٢/٤٧٠، برقم:١١٤٦) **میں، اور امام ابوحاتم محمد بن حبان بن احمد بُستی متوفی ۳۵۴ھ نے اپنی** "صحيح" **میں روایت کیا ہے جیسا کہ امام علاؤالدین علی بن بلبان فارسی متوفی ۷۳۹ھ نے** "الإحسان بترتيب صحيح إبن حبان" کے كتاب الجنائز، ذكر البيان بأن عموم هذه اللفظة انقطع عمله لم يرد بها كل الأعمال (٥/٩، برقم:٣٠٠٥) **میں نقل کیا ہے، اور ابن حبان نے** "كتاب الثقات" کے ذكر الحث على نشر العلم (١/٨-٩) **میں۔ امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی متوفی ۳۶۰ھ نے** "كتاب الدعاء" کے الجزء السادس، باب ما يلحق الميت من الدعاء بعد موته (ص٣٧٥-٣٧٦-٣٧٧، برقم: ١٢٤٩-١٢٥٠-١٢٥١) **میں اور** "المعجم الأوسط" کے باب الحاء من اسمه الحسين (٢/٣٣٧، برقم:٣٤٧٢) **میں، اور** "المعجم الصغير" کے باب من اسمه الحسين (١/١٤١) **میں روایت کیا ہے، امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ نے** "سنن الكبرىٰ" کے كتاب الوصايا، باب الدعا للميّت (٦/٤٥٥-٤٥٦، برقم:١٢٦٣٥-١٢٦٣٦) **میں، اور** "الجامع لشعب الإيمان" کے الإختيار فى صدقة

التطوع (٥/١٢١، برقم:٣١٧٣) **میں اور** "المدخل"(٣٦١-٣٦٢-٣٦٣) **میں روایت کیا ہے اور اس روایت کے بارے میں** 'شعب الإيمان" **کے محقق نے لکھا کہ اس کے رجال ثقہ ہیں۔**

اور امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ نے "المسند" ٢/٣٧٢ (١٤/٤٣٨، برقم:٨٨٤٤) **میں روایت کیا ہے اور مسند امام احمد کے محقق لکھتے ہیں کہ اس حدیث کی سند** "صحيح" **ہے، اور علامہ ابوعمر یوسف بن عبداللہ ابن عبدالبر قرطبی متوفی ۴۶۳ھ نے** "جامع بيان العلم و فضله" باب (٣) قوله ﷺ: يقطع عمل المرء بعد موته إلا من ثلاث (١/٣٥-٣٦، برقم:٣٦-٣٧-٣٨) **میں اور حافظ نورالدین علی بن ابی بکر ہیثمی متوفی ۸۰۷ھ نے** "موارد الظمآن إلى زوائد ابن حبان" **کے کتاب** (٢) العلم، باب (٦) فيمن علّم علماً (ص٤٩-٥٠، برقم:٨٤-٨٥) **میں روایت کیا ہے۔ اور البانی نے** "صحيح موارد الظمآن" (١/١٢٢، برقم: ٧١/٨٤) **میں لکھا کہ یہ روایت** "صحيح لغيره" **ہے۔**

اور اس حدیث کو امام محی السنّہ رُکن الدین ابومحمد الحسین بن مسعود ابن محمد الفرّاء بغوی متوفی ۵۱۶ھ نے "مصابيح السنة" کے كتاب (٢) العلم (١/١٦٧، برقم:١٥٢) **میں، اور امام ولی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ خطیب تبریزی متوفی ۷۴۱ھ نے** "مشكاة المصابيح" کے كتاب العلم، الفصل الأول (١/٦٠، برقم:٢٠٣-٦) **میں، علامہ علاؤالدین علی المتقی بن حُسام الدین ہندی متوفی ۹۷۵ھ نے** "كنز العمال" کے كتاب الخامس فى المواعظ و الرقائق و الخطب و الحكم، الفصل فى الباقيات الصالحات (١٥/٤٠٠، برقم:٤٣٦٤٨) **میں اور حافظ شرف الدین عبدالمؤمن بن خلف الدمیاطی متوفی ۷۰۵ھ نے** "المتجر الرابح فى ثواب عمل الصالح" کے ثواب تعليم العلم الخ (ص٢٦، برقم:٣٧) =

.....

= اوراس حدیث کے شاہد:

(۱)عن أبی هریرة رضی اللّٰہ عنه قال قال رسول الله ﷺ:" إِنَّ مِمَّا يَلْحَقُ الْمُؤْمِنَ مِنْ عَمَلِهٖ وَ حَسَنَاتِهٖ بَعْدَ مَوْتِهٖ: عِلْمًا عَلَّمَهُ، وَ نَشَرَهُ، أَوْ وَلَدًا صَالِحاً تَرَكَهُ أَوْ مَسْجِدًا بَنَاهُ، أَوْ بَيْتًا لِابْنِ السَّبِيْلِ بَنَاهُ، أَوْ نَهْرًا كَرَاهُ، أَوْ صَدَقَةً أَخْرَجَهَا مِنْ مَالِهٖ فِیْ صِحَتِهٖ وَ حَيَاتِهٖ، تَلْحَقُهُ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهٖ"

یعنی،حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ان اعمال اور حسنات میں سے جو مومن کو اس کی وفات کے بعد ملتے ہیں،علم ہے جو اُس نے پڑھایا اور اُسے پھیلایا، یا نیک صالح اولاد جسے وہ چھوڑ کر مرا، یا مسجد جسے اس نے بنایا، یا مکان جو اس نے مسافروں کے لئے بنایا، یا نہر جسے اس نے کھدوایا، یا صدقہ جو اس نے اپنے مال سے اپنی صحت اور زندگی میں دیا تو (ان سب کا ثواب) مرنے کے بعد اُسے ملے گا۔

اس حدیث کو امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۳۵۸ھ نے "الجامع لشعب الإيمان" اور شعب الإيمان فی الزكاة ، الإختيار فی صدقة التطوع (۵/۱۲۲، برقم:۳۱۷۶) میں روایت کیا ہے اور علامہ علاؤالدین علی المتقی بن حُسام الدین ہندی متوفی ۹۷۵ھ نے "كنز العمال" کے كتاب الخامس فی الموعظ و الرقائق و الخطب و الحكم، الفصل فی الباقيات الصالحات (۱۵/۴۰۰، برقم: ۴۳۶۵۰) میں اور امام ولی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ تبریزی نے "مشكاة المصابيح" کے كتاب العلم ، الفصل الثالث (ص ۸۴۔۸۵، برقم:۲۵۴۔ ۵۷، طبع المكتب الإسلامی) میں نقل کیا ہے۔

(۲)عن أنس قال قال رسول اللّٰہ ﷺ: "سَبْعٌ يَجْرِیْ لِلْعَبْدِ أَجْرُهُنَّ ، وَ هُوَ فِیْ قَبْرِهٖ بَعْدَ مَوْتِهٖ: مَنْ عَلَّمَ عِلْمًا، أَوْ كَرَى نَهْرًا، أَوْ حَفَرَ بِئْراً، أَوْ غَرَسَ نَخْلاً، أَوْ بَنٰى مَسْجِداً، أَوْ وَرَّثَ مُصْحَفًا، أَوْ تَرَكَ وَلَدًا يَسْتَغْفِرُلَهُ بَعْدَ مَوْتِهٖ" =

یعنی،حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب انسان مرجاتا

= یعنی،حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:"سات ہیں کہ جن کا اجر بندے کے لئے جاری ہوتا ہے جب کہ وہ قبر میں ہوتا ہے: (۱) جس نے علم پڑھایا، (۲) نہر کھدوائی، (۳) یا کنواں کھدوایا، (۴) یا کھجور کا درخت لگایا، (۵) یا مسجد بنوائی، (۶) یا ترکہ میں مصحف (یعنی قرآن کریم) چھوڑا، (۷) یا ایسی اولاد چھوڑی جو مرنے کے بعد اس کے لئے بخشش کی دعا مانگتی ہے۔

اس حدیث کو امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۳۵۸ھ نے "الجامع لشعب الإيمان" کے باب الثانی و العشرون فی الزكاة، الإختيار فی صدقة التطوع (۵/۱۲۳، برقم:۳۱۷۵) میں روایت کیا ہے اور حافظ نورالدین علی بن ابی بکر بن سلیمان ہیثمی مصری متوفی ۸۰۷ھ نے اُسے "بزار" کے حوالے سے "مجمع الزوائد" کے كتاب العلم، باب فيمن سنّ خيراً أو دعا إلى هُدیً (۱/۲۲۶، برقم:۷۶۹) میں نقل کیا ہے۔

(۳) عن أبی أمامة، قال: سمعت رسول اللّٰہ ﷺ يقول: "أَرْبَعَةٌ تَجْرِیْ عَلَيْهِمْ أُجُوْرُهُمْ بَعْدَ الْمَوْتِ: رَجُلٌ مَاتَ مُرَابِطًا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَ رَجُلٌ عَلَّمَ عِلْمًا فَأَجْرُهُ يَجْرِیْ عَلَيْهِ مَا عَمِلَ بِهٖ، وَ رَجُلٌ أَجْرٰى صَدَقَةً فَأَجْرُهُ لَهُ مَا جَرَتْ، وَ رَجُلٌ تَرَكَ وَلَدًا صَالِحاً يَدْعُوْلَهُ"

یعنی،حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سُنا کہ چار (اشخاص) ہیں جن کے اجر موت کے بعد اُن پر جاری رہتے ہیں (یعنی مرنے کے بعد ثواب ملتا رہتا ہے)۔(ایک) وہ شخص اللہ کی راہ میں جہاد کی تیاری میں فوت ہو جائے، اور (دوسرا) وہ شخص جس نے علم پڑھایا تو جو اس پر عمل کرے گا اس کا ثواب اس (پڑھانے والے) کو ملتا رہے گا، (تیسرا) وہ شخص جو صدقہ کرے تو اس کا اجر صدقہ کرنے والے کے لئے ہے جب تک وہ جاری رہے اور (چوتھا) وہ شخص جس نے ایسی اولاد چھوڑی جو اس کے =

ہےتواس کاعمل منقطع ہوجاتا ہےمگرتین چیزیں باقی رہتی ہیں۔صدقہ جاریہ،اوروہ علم جس سےلوگ فائدہ حاصل کریں اورنیک اولاد جواس کے لئے دُعا کرے۔ ۲

اس حدیث میں دُعا کاذکر ہے جوکسی وقت کے ساتھ مقیدنہیں ہے جب بھی دُعا کی جائے گی میت کوفائدہ پہنچے گا چاہےنمازِ جنازہ کے بعد ہو یادفن کے بعد ہو۔

= لئے دُعا کرتی ہو۔

اس حدیث کوامام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ نے "المسند" (۵/۲۶۱۔۲۶۹ و ۳/۵۸۵، ۶۵۶، برقم:۲۲۲۴۷۔۲۲۳۱۸۔ ۲۲۳۱۹) میں اورامام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی متوفی ۳۶۰ھ نے "المعجم الکبیر" (۸/۲۰۵۔ ۲۰۶، برقم:۷۸۳۱) میں روایت کیاہےاورحافظ نورالدین علی بن ابی بکر سلیمان ہیثمی مصری متوفی ۸۰۷ھ نے "مجمع الزوائد" کے کتاب العلم، باب فیمن سنّ خیراً أو غیرہ أو دعا إلی هُدیً (۱/۲۲۶، برقم:۷۶۸) میں اورعلامہ علاؤالدین علی المتقی بن حُسام الدین ہندی متوفی ۹۷۵ھ نے "کنز العمال" کے کتاب الخامس فی المواعظ و الرقائق و الخطب و الحکم، الفصل فی الباقیات الصالحات (۱۵/۴۰۰، برقم:۴۳۶۴۹) میں نقل کیاہے۔

۲ اورحدیث شریف میں اولاد کی دعا کا ذکر کرنے سے مقصود اولاد کواپنے باپ کے لئے دعاء مغفرت پرآمادہ کرنا اورحرص دلانا ہے، یہاں تک کہا گیا کہ نیک اولاد کے نیک اعمال کا ثواب باپ کوملتا ہے چاہےاولاد باپ کے لئے دعا مانگے یانہ مانگے ،جیسا کہ کوئی شخص لوگوں کے پھلدار درخت لگائے تو پھل کھانے والوں کا ثواب درخت لگانے والے کوملتا ہے چاہے کھانے والے کے لئے دعا مانگیں یانہ مانگیں،اسی طرح "حاشیۂ کتاب الثقات" (۱/ ۹) میں ہےاوراولاد کی دُعا کی قید سے مقصود یہ ہے کہ باپ کو دو جہتوں سے نفع حاصل ہوایک اولاد کے نیک عمل سے دوسری اولاد کی دعا سے۔اسی طرح "فضل اللہ الصمد فی توضیح الأدب المفرد" (۱/۱۰۷) میں ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا تدفین کے بعد دعا فرمانا:

قبر میں دفن کرنے کے بعد مرنے والے کے واسطے دُعا کرنا احادیث میں منصوص ہے چنانچہ امام ابوداؤد بن سلیمان اشعث متوفی ۲۷۵ھ روایت کرتے ہیں كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا فَرَغَ مِنْ دَفْنِ الْمَيِّتِ فَقَالَ: "اسْتَغْفِرُوْا لِأَخِيْكُمْ وَ سَلُوْا لَهُ بِالتَّثْبِيْتِ، فَإِنَّهُ الْآنَ يُسْأَلُ"۔ ۳

یعنی،حضور ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ جب میت کے دفن سے فارغ ہوتے تو قبر پر کچھ دیر توقف فرماتے اورارشاد فرماتے کہ اپنے بھائی کے لئے دُعائے مغفرت کرواور ثابت قدمی کی دُعا کرو،اس لئے کہ اب اُس سے سوال کیا جائے گا۔ ۴

۳ اس حدیث کوامام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی متوفی ۲۷۵ھ نے "سنن أبی داؤد" کے کتاب الجنائز، باب الاستغفار عند القبر للمیت فی وقت الانصراف (۳/۳۵۷، برقم:۳۲۲۱) میں اورامام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ نے "سنن الکبریٰ" کے کتاب الجنائز، باب (۱۳۶) ما یقال بعد الدفن (۴/۹۲۔ ۹۳، برقم: ۷۰۶۴) روایت کیاہے،اوراس حدیث کوامام مُحی السنّہ رُکن الدین ابومحمد الحسین بن مسعود ابن محمد الفرّاء بغوی متوفی ۵۱۶ھ نے "مصابیح السنّة" کے کتاب الإیمان، باب إثبات عذاب القبر (۱/۱۴۹، برقم: ۹۹) میں،اورامام ولی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ خطیب تبریزی متوفی ۷۴۱ھ نے "مشکاة المصابیح" کے کتاب الإیمان، باب إثبات عذاب القبر ، الفصل الثانی (۱/۴۷، برقم:۱۳۳۔۹) میں اورامام ابوذکریا یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ نے "الأذکار" کے کتاب الأذکار المرض و الموت، باب ما یقول بعد الدفن (ص ۲۰۲، برقم:۴۹۲) میں نقل کیاہے۔

۴ اوراس حدیث شریف میں تدفین سے فراغت کے بعد میت کے لئے دعائے استغفار اس=

اور امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایک جنازہ میں تشریف لے گئے میت کو قبر میں رکھنے کے بعد جب مٹی ڈال رہے تھے تو آپ نے یہ دعا فرمائی: اَللّٰهُمَّ أَجِرْهَا مِنَ الشَّيْطَانِ وَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، اَللّٰهُمَّ جَافِ الْأَرْضَ عَنْ جَنْبَيْهَا، وَ صَعِّدْ رُوْحَهَا، وَ لَقِّهَا مِنْكَ رِضْوَاناً، قُلْتُ: يَا ابْنَ عُمَرَ أَ شَيْءٌ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أَمْ قُلْتَهُ بِرَأْيِكَ؟ قَالَ: إِنِّيْ إِذاً لَقَادِرٌ عَلَى الْقَوْلِ، بَلْ شَيْءٌ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ ۵

یعنی، اے اللہ! اسے شیطان اور عذاب قبر سے بچا، اے اللہ! اس کی دونوں اطراف سے زمین کو خشک فرمادے، اور اس کی روح کو بلندی عطا فرما، اور اس کی تجھ سے اس حال میں ملاقات ہو کہ تُو اس سے راضی ہو۔ راوی حضرت سعید بن المسیب کہتے ہیں میں نے حضرت ابن عمر سے عرض کی کیا یہ چیز آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سُنی ہے یا اپنی رائے سے کہتے ہیں تو آپ نے فرمایا بے شک میں جبھی اس پر قادر ہوں کہ میں ایسا کہوں بلکہ یہ وہ ایسی بات ہے جسے میں نے ایسا ہی رسول اللہ ﷺ سے سُنا ہے۔

نمازِ جنازہ کے بعد دُعا کرنا:

اور نمازِ جنازہ کے بعد، دفن سے قبل دُعا کرنے کی ممانعت قرآن وحدیث سے

= کے لئے ثابت قدمی کی دُعا کے مشروع ہونے کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے قبر میں سوالات کے صحیح جواب دینے پر ثابت قدمی عطاء فرمائے اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ قبر میں سوالات ہوتے ہیں، اسی طرح "تعليق سنن أبي داؤد" (۳/۳۵۷) میں ہے۔

۵ اس حدیث کو امام ابن ماجہ نے "سنن ابن ماجه" کے كتاب (٦) الجنائز، باب (٣٨) ما جاء في ادخال الميت في القبير (٢/٢٥٦، برقم:١٥٥٣) میں، اور امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ نے "سنن الكبرىٰ" کے كتاب الجنائز، باب (٣٥) ما يقال إذا أدخل الميت في قبره (٤/٩١-٩٢) میں روایت کیا ہے۔

کہیں بھی مذکور نہیں جو نمازِ جنازہ کے بعد دُعا کو ناجائز کہا جا سکے، ہاں اس کے ثبوت میں قرآن وحدیث سے دلائل موجود ہیں:

قرآن کا حکم:

قرآن میں ہے:

﴿ فَإِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۞ وَ إِلىٰ رَبِّكَ فَارْغَبْ ۞ ﴾ ٦

ترجمہ: جب تم اپنی نمازوں سے فارغ ہو تو دعا میں محنت کرو اور اپنے ربّ کی طرف دُعا میں رغبت کرو۔

اور شارحِ بخاری امام قسطلانی نے اس مقام پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل کیا ہے: ﴿فَإِذَا فَرَغْتَ﴾ من الصلوة المكتوبة ﴿فَانْصَبْ وَ إِلىٰ رَبِّكَ﴾ في الدعا ﴿فَارْغَبْ﴾ إليه في المسئلة۔ ٧

یعنی، جب فرض نماز سے فارغ ہو جاؤ تو اپنے ربّ کی طرف دُعا میں محنت کرو اور اپنے ربّ ہی کی طرف سوال میں رغبت کرو۔

اور اس کی تفسیر میں صاحب تفسیرِ جلالین نے لکھا ﴿فَإِذَا فَرَغْتَ﴾ من الصلوة ﴿فَانْصَبْ﴾ اتعب في الدعاء ﴿وَإِلىٰ رَبِّكَ فَارْغَبْ﴾ تَضَرَّع ٨

یعنی، جب نماز سے فارغ ہو جاؤ تو اپنی حاجت میں اپنے ربّ کی طرف مشقت

٦ الانشراح:٩٤/٧-٨

٧ ارشاد الساري شرح صحيح البخاري، جلد(٧)، كتاب التفسير، سورة ألم نشرح لك، ص٤٢٣

٨ تفسير الجلالين، سورة الانشراح، آيت٦-٧

برداشت کرو۔

اور شارحِ بخاری علامہ انوار الحق محدّث دہلوی لکھتے ہیں ''یعنی وقتیکہ فارغ شوی از عبادت پس جہد کن در قضای حاجت بسوی پروردگار خود۔ [9]

یعنی، جب تو عبادت سے فارغ ہوجائے تو اپنے ربّ کی طرف اپنی حاجت کے پورا کرانے میں کوشش کر یعنی دُعا کر۔

''نمازِ جنازہ بھی فرض ہے اور اس لفظ ''صلوۃ'' میں وہ بھی داخل ہے۔ لہذا اس کے بعد دُعا کرنے کا بھی یہی حکم ہے'' [10]

فرمانِ رسول ﷺ:

اور حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمَيِّتِ فَاخْلِصُوْا لَهُ الدُّعَاءَ''۔ [11]

---

[9] تیسیر القاری شرح بخاری، الجلد(٤)، کتاب التفسیر، سورۃ الم نشرح، ص ٦٥٠

[10] وقار الفتاوی، جلد(٢)، کتاب الجنائز، نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنے کا حکم، ص ٣٥٧

[11] اس حدیث کو امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی متوفی ٢٧٥ھ نے "سنن أبی داؤد" کے کتاب الجنائز، باب الدعا للمیت (٣/٣٤٩، برقم:٣١٩٩) میں اور امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ٢٧٣ھ نے "سنن ابن ماجه" کے کتاب الجنائز، باب الدعا فی الصلاة علی الجنازه (٢/٢٣٠۔٢٣١، برقم: ١٤٩٧) میں روایت کیا ہے اور سنن ابن ماجہ کے محقّق نے لکھا کہ یہ حدیث "صحیح" ہے اور امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی متوفی ٣٦٠ھ نے "کتاب الدعاء" (ص٣٦٢۔٣٦٣، برقم: ١٢٠٥، ١٢٠٦) میں اور امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ٤٥٨ھ نے "سنن الکبریٰ" کے کتاب الجنائز، باب (١٢٠) الدعاء فی =

یعنی جب تم نماز جنازہ پڑھ لو تو خاص میت کے لئے دعا مانگو۔

کیا قولِ رسول ﷺ پر عمل (معاذ اللہ) بدعت وغیر منطقی امر ہے؟:

حضور ﷺ کے فرمان عالیشان کے بعد پھر کہنا کہ ''نمازِ جنازہ خود ہی ایک دُعا ہے نماز نہیں ہے نماز اس کو محض اس لئے کہا گیا کہ اس میں نماز جیسا اہتمام کیا جاتا ہے۔ وضو ہے، نیت ہے، قیام ہے، امام کی اتباع ہے کعبہ کی جانب منہ کیا جاتا ہے، تکبیریں کہی جاتی ہیں جبکہ نماز میں ان سب کے ساتھ رکوع ہے، قومہ ہے، سجدہ ہے، تشہد ہے جو نماز جنازہ

=صلاة الجنازة (٤/٦٥، برقم:٤٩٦٤) میں اور "معرفة السنن و الآثار" کے کتاب الجنائز، باب التکبیر علی الجنازه و غیره ذلك (٣/ ١٧١) میں اور حافظ نورالدین ہیثمی متوفی ٨٠٧ھ نے "موارد الظمآن إلی زوائد ابن حبان" کے کتاب (٦) الجنائز، باب (٢٢) الإیذان بالمیت و الصلاة علیه (ص١٩٢، برقم:٧٥٤۔٧٥٤) میں روایت کیا ہے۔

اور علامہ علاؤالدین علی المتقی بن حُسام الدین ہندی متوفی ٩٧٥ نے "کنز العمال" کے کتاب الموت، الباب الثانی فی أمور قبل الدفن، الفصل الرابع فی الصلاة علی المیت (١٥/٢٤٧، برقم:٢٤٢٧٢) میں، امام محیّ السنہ رُکن الدین ابومحمد الحسین بن مسعود ابن محمد الفرّاء البغوی متوفی ٥١٦ھ نے "مصابیح السنة" کے کتاب (٥) الجنائز، باب (٥) المشی بالجنازة و الصلاة علیه (١/٥٥١، برقم:١١٩٢) میں، اور حافظ ولی الدین ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ خطیب تبریزی متوفی ٧٤١ھ نے "مشکاة المصابیح" کے کتاب (٥) الجنائز، باب المشی بالجنازة و الصلاة علیها (٥) ، الفصل الثانی (١/٥٢٧، برقم:١٦٧٤۔٢٩) میں اور حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ٨٥٢ھ نے "هدایة الرواة إلی تخریج أحادیث مصابیح و المشکاة" (٢/ ٢٠٧، برقم:١٦١٤) میں، اور بحر العلوم عبدالعلی نے "رسائل الأرکان" (ص١٥٥) میں نقل کیا ہے۔

میں موجود نہیں۔ یہ دراصل دُعائے جنازہ ہی ہے مگر اس کا کچھ حصے کا ہم شکل ہونے کی وجہ سے نماز ہی کہہ دیا گیا اور پھر جب نمازِ جنازہ بجائے خود بھی ایک دُعا ہی ہے تو دُعا کے بعد ایک اور بے محل دُعا میں کیا تُک ہے'' یہ خود ایک غیر منطقی امر ہے نہ کہ دُعا بعد صلوۃ الجنازہ۔ یہ تو فرمان رسول اللہ ﷺ پر عمل ہے۔ کیا ان باتوں کا حضور ﷺ کو علم نہ تھا جب علم تھا اور یقیناً تھا پھر بھی یہ حکم ارشاد فرمایا تو ایک مسلمان کا کام ہے کہ وہ اپنے نبی ﷺ کے فرمان پر عمل کرے نہ کہ راہِ فرار کے لئے بہانے تلاش کرے جیسا کہ سائل نے تلاش کئے ہیں۔

کیونکہ اُسے حکم ہے:

﴿ وَ مَا اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۗ وَ مَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ الاية ﴾ [12]

ترجمہ: اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔ (کنزالایمان)

اور جو ایسا نہ کرے تو اس کے لئے فرمایا:

﴿ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴾ [13]

ترجمہ: اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے۔ (کنزالایمان)

لہٰذا دُعا بعد نمازِ جنازہ کو بدعت کہنا غیر منطقی امر ہے کیونکہ ہر ذی شعور مسلمان جانتا ہے ہر فعل جو قولِ رسول ﷺ کے عین مطابق ہو اور جس پر فعلِ رسول ﷺ اور فعلِ صحابہ شاہد ہوں وہ فعل ہرگز ہرگز بدعت نہیں ہوسکتا۔

[12] الحشر:۷/۵۹

[13] الحشر:۷/۵۹

۱۔ اعتراض:

اور اگر یہ کہا جائے کہ اس حدیث میں جس دُعا کا حکم دیا گیا ہے اس سے مراد وہ دُعا ہے جو نمازِ جنازہ کے اندر مانگی جاتی ہے۔ تو اس کے دو جواب ہیں:

۱۔ نمازِ جنازہ میں مانگی جانے والی دُعا میت کے لئے خاص نہیں:

ہم نمازِ جنازہ میں دعا مانگتے ہیں اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَ شَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَ صَغِيْرِنَا وَ كَبِيْرِنَا وَ ذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا الخ [14]

[14] اس حدیث کو امام ابوداؤد نے "سنن أبی داؤد" کے کتاب (۱۵) الجنائز، باب الدعاء للميت (۳/۳۵۰، برقم:۳۲۰۱) میں اور امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی نے "سنن الترمذی" کے کتاب الجنائز، باب: ما يقول فی الصلاة على الميت (۴/۲۴۱، برقم:۱۰۲۴) میں روایت کیا اور امام ترمذی نے فرمایا: حديث أبی إبراهيم "حديث حسن صحيح"۔ امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ نے "سنن النسائی" کے كتاب الجنائز، باب الدعاء (برقم:۱۹۸۸) میں اور امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ نے "سنن ابن ماجه" کے کتاب (۶) الجنائز، باب ما جاء فی الدعاء فی الصلاة على الجنازة (۲/۲۳۰۔۲۳۱، برقم:۱۴۹۸) میں روایت کیا ہے اور محقق سنن ابن ماجہ نے لکھا کہ یہ حدیث "صحیح" ہے اور امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۳۵۸ھ نے "السنن الكبرىٰ" کے کتاب الجنائز، باب الدعاء فی صلاة الجنازة (۴/۶۷۔۶۸، برقم:۶۹۷۱۔۶۹۷۳) میں اور "السنن الصغرىٰ" کے کتاب الجنائز، باب (۶) الصلاة على الجنازة (۱/۳۵۸۔ ۳۵۹، برقم:۱۱۰۸/۱۹، و ۱۱۰۹/۲۰) میں اور امام احمد نے "المسند" (۲/۷۳۶۸، ۴/۱۷۰، ۵/۴۱۲) میں اور حافظ نورالدین علی بن ابی بکر ہیثمی مصری متوفی ۸۰۷ھ نے "موارد الظمآن إلى زوائد ابن حبان" کے کتاب (۶) الجنائز =

یعنی، اے اللہ ہمارے زندوں کو بخش دے ہمارے مردوں کو بخش دے ہمارے حاضروں کو بخش دے ہمارے غائبوں کو بخش دے الخ

یہ عام دُعا ہے سب کے واسطے ہے، خاص میت کے واسطے نہیں جبکہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے "فَاخْلِصُوْا لَهُ الدُّعَاء" خاص میت کے لئے دعا مانگو۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ دعا جس کا حکم حدیث شریف میں ہوا وہ دُعا جنازہ کے اندر مانگی جانے والی دُعا نہیں۔ کیونکہ فاء ماقبل اور مابعد میں ترتیب کے لئے ہوتا ہے "کافیہ"[15] اور کُتُب نحو میں ہے، الفاء للترتیب یعنی، فاء ترتیب کے لئے ہے "ہدایۃ النحو"[16] میں ہے نحو قام زید فعمرو، و إذا کان زید مقدماً و عمرو متأخراً بلا مهلة یعنی، جیسے زید کھڑا ہوا پھر عمرو، یہ اس وقت بولا جائے گا جب زید کھڑا ہونے میں مقدم ہو اور عمرو بلا مہلت متأخر ہو[17]۔ اس سے معلوم ہوا کہ نمازِ جنازہ پہلے ہے اور دُعا کا حکم اس نماز کے فوراً بعد ہے اور پھر "إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمَيِّتِ" شرط اور "فَاخْلِصُوْا لَهُ الدُّعَاء" کے بطور جزا لایا گیا، پھر

=باب (٢٢) الإيذان بالميت و الصلاة عليه (ص١٩٣، برقم:٧٥٧) میں روایت کیا ہے۔ اور امام ولی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ خطیب تبریزی متوفی ۷۴۱ھ نے "مشكاة المصابيح" کے كتاب (٥) الجنائز، باب (٥) المشي بالجنازة و الصلاة عليها، الفصل الثاني (١/٥٢٧-٥٢٨، برقم: ١٦٧٥/٣٠، ١٦٧٦/٣١) میں نقل کیا ہے۔

[15] الكافيه لابن حاجب، الحروف، الحروف العاطفة، ص١٠٦

[16] هداية النحو ، القسم الثالث فى الحروق، فصل: حروف العطف، ص١١٣-١١٤

[17] فاء ترتیب مہلت کے لئے آتا ہے یعنی معطوف اور معطوف کے مابین ترتیب کے ساتھ بلا تأخیر جمع کے لئے آتا ہے کیونکہ حکم معطوف علیہ کے بعد معطوف کے ساتھ بلا مہلت متعلق ہوتا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں سورۂ مومن کی آیت (١٤) اور سورۃ الحج کی آیت (٦٣) میں ہے۔

شرط اور جزا میں تغایر و تفاوت ہوتا ہے اور شرط کا وقوع پہلے ہوتا ہے اور جزا بعد میں واقع ہوتی ہے، اس سے ثابت ہوا کہ دعا بعد نمازِ جنازہ ہے۔

۲۔ حدیث شریف میں حکمِ دعا بعد اِتمامِ نماز ہے نہ کہ دورانِ نماز:

حدیث شریف کے الفاظ ہیں کہ "إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمَيِّتِ" جب تم نمازِ جنازہ پڑھ لو "فَاخْلِصُوْا لَهُ الدُّعَاء" تو خالص میت کے لئے دعا مانگو۔ اس سے معلوم ہوا کہ دعا مانگنے کا حکم نماز ختم ہونے کے بعد ہے جیسا کہ قرآن میں ہے ﴿فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِى الْأَرْضِ الاية﴾[18] یعنی جب نماز جمعہ پڑھ لی جائے تو زمین میں منتشر ہو جاؤ۔ یہاں منتشر ہونے کا حکم نماز ختم ہونے کے بعد ہے نہ کہ دورانِ نماز، اسی طرح قرآن کریم میں ہے ﴿فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا الاية﴾[19] ترجمہ: جب تم کھانا کھا چکو تو چلے جاؤ۔ یعنی اے مسلمانو! جب تم نبی ﷺ کے گھر کھانے کے لئے بلائے جاؤ تو کھانا کھانے کے بعد آپ ﷺ کے دولت خانہ سے چلے جاؤ۔ یہاں بھی چلے جانے اور منتشر ہو جانے کا حکم کھانا کھا لینے کے بعد ہے نہ کہ کھانے کی حالت میں۔ اسی طرح میت کے واسطے بھی دعا کا حکم نمازِ جنازہ پڑھ لینے کے بعد ہے نہ کہ دورانِ نماز۔

آپ ﷺ کا عمل مبارک:

دوسری حدیث جو کہ "نصب الرایہ" [20]، "کبیری" [21]، "فتح القدیر"

[18] الجمعة:١٠/٦٢

[19] الاحزاب:٥٣/٣٣

[20] نصب الرأية تخريج احاديث الهداية، المجلد (٢)، كتاب الصلاة، باب الجنائز، أحاديث الصلاة على الغائب، ص٢٩٢۔

[21] ، غنية المستملى (كبيرى) فصل فى الجنائز، ص٥٨٤

۲۲ اور ''کتاب المغازی'' ۲۳ میں موجود ہے علامہ واقدی نے ''کتاب المغازی'' میں حدیث نقل کی ہے جس میں حضرت زید بن حارث اور حضرت جعفر بن اَبی طالب کی شہادت کا ذکر ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور آپ پر مُلکِ شام مکشوف ہوا اور آپ وہ معرکہ ملاحظہ فرما رہے تھے اور آپ نے فرمایا زید بن حارثہ نے علم اُٹھایا اور وہ میدان جنگ میں گئے یہاں تک کہ وہ شہید ہوئے پھر آپ نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھی اور ''ان کے لئے دعائے مغفرت فرمائی'' اور فرمایا کہ ''تم بھی اس کے لئے دعائے مغفرت کرو'' پھر حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے حضرت جعفر کے علَم اُٹھانے، میدان جنگ میں جانے اور شہادت کا ذکر فرمایا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی نمازِ جنازہ ادا فرمائی وَ دَعَا لَهٗ وَ قَالَ: "اسْتَغْفِرُوْا لَهٗ" دعائے مغفرت فرمائی اور فرمایا تم بھی اس کے لئے دعائے مغفرت کرو۔ ۲۴

اس حدیث سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ نمازِ جنازہ کے بعد اور دفن سے قبل دُعا مانگنا تعلیمِ رسول اللہ ﷺ بھی ہے اور فعلِ رسول اللہ ﷺ بھی ہے۔

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کی روایت:

تیسری حدیث جو کہ ''کنز العمال'' میں موجود ہے ابراہیم ہجری فرماتے ہیں کہ

۲۲ فتح القدیر، جلد(۲)، کتاب الصلوۃ، باب الجنائز، فصل فی الصلوٰۃ علی المیت، ص۱۸۔

۲۳ کتاب المغازی، المجلد (۲)، غزوہ مؤتۃ، ص۲۱۱۔

۲۴ امام کمال الدین محمد بن عبدالواحد ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: و هذا مع ضعف الطرق فما فی المغازی مرسل من طریقین الخ

میں نے حضرت عبداللہ بن اَبی اَوفی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ جو اصحابِ شجرہ میں سے تھے ان کی بیٹی فوت ہوگئیں تو كَبَّرَ عَلَيْهَا أَرْبَعَةً، ثُمَّ قَامَ بَعْدَ ذٰلِكَ قَدْرَ مَا بَيْنَ التَّكْبِيْرَيْنِ يَدْعُوْ راوی حضرت ابراہیم فرماتے ہیں کہ حضرت ابن اَبی اَوفی نے اپنی بیٹی کے جنازہ پر چار تکبیریں کہیں یعنی نمازِ جنازہ پڑھی اور اتنی دیر کھڑے ہو کر دُعا مانگتے رہے جتنی دیر دو تکبیروں میں کھڑے ہوئے وَ قَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَصْنَعُ عَلَى الْجَنَائِزِ هٰكَذَا۔ اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جنازوں پر اسی طرح کیا کرتے تھے یعنی نمازِ جنازہ پڑھ کر میت کے واسطے دُعا فرماتے۔ ۲۵

اس حدیث سے بھی اس کا ثبوت اظہر من الشمس ہے کہ نمازِ جنازہ کے بعد دُعا مانگنا حضور ﷺ کا مبارک فعل بھی ہے اور صحابی رسول اللہ ﷺ کا فعل بھی ہے۔ ۲۶

۲۵ اس حدیث کو علامہ علاؤالدین علی المتقی بن حُسام الدین ہندی متوفی ۹۷۵ھ نے "کنز العمال" کے کتاب الموت، قسم الأفعال، باب فی أشیاء قبل الموت، صلاۃ الجنازہ (۱۵/۳۰۲، برقم: ٤٢٨٤٤، و طبع المکتب الإسلامی علی هامش "المسند" ۲/۲۵۳) میں، ابن النجار کے حوالے سے نقل کیا ہے اور روایت کے کلمات مندرجہ ذیل ہیں: عن إبراهيم الهجری، قال رأيتُ ابن أبی أوفی، و كان من أصحاب الشجرة، و ماتت ابنته فتبعها علی بغل خلفها، فجعل النساء يرثين، فقال: لا ترثين فإن رسول الله ﷺ نهی عن الرثاءِ، و لتفضِ إحداكنّ من عبرتها ما شاءت!، ثم كبّر عليها أربعاً، ثم قام بعد ذلك قدر ما بين التكبيرتين يدعو، و قال: إن رسول الله ﷺ كان يضع هكذا (ابن النجار)

۲۶ صحابہ کرام کا عمل:

امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ روایت کرتے ہیں کہ عن ابن أبی مليكة =

اورحضرت ابراہیم (تابعی) کامذہب بھی جواز کا تھا۔یعنی ان کے نزدیک بھی نمازِ جنازہ کے بعدمیت کے واسطے دعا مانگنا جائز ہے۔

=قال سمعتُ ابن عباس يقول: وُضِعَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَلى سَرِيْرِهٖ فَتَكَنَّفَهُ النَّاسُ يَدْعُوْنَ وَ يُثْنُوْنَ وَ يُصَلُّوْنَ عَلَيْهِ قَبْلَ أَنْ يُّرْفَعَ وَ أَنَا فِيْهِمْ (صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب (٢) من فضائل عمر رضى اللّٰه عنه، برقم:١٤_٢٣٨٩)

یعنی، ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے فرمایا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو فرماتے سنا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تخت پر رکھا گیا تو (جنازہ اٹھائے جانے سے قبل) لوگ آپ پر جمع ہو گئے اور آپ کے لئے دعائیں مانگنے اور آپ کی تعریف کرنے اور اللہ تعالیٰ سے آپ کے لئے رحمت طلب کرنے لگے اور میں بھی اُن میں تھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا عمل:

امام ابوبکر ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ فرماتے ہیں کہ ہمیں علی بن سر نے حدیث بیان کی وہ روایت کرتے ہیں شیبانی سے، وہ عمر بن سعد سے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ یزید بن مکفف کی نمازِ جنازہ پڑھی، پھر چلے حتی کہ ان کے پاس آئے اور یہ دُعا فرمائی:أَللّٰهُمَّ عَبْدُكَ وَ ابْنُ عَبْدِكَ نَزَلَ بِكَ الْيَوْمَ، فَاغْفِرْلَهٗ ذَنْبَهٗ وَ وَسِعَ عَلَيْهِ مَدْخَلَهٗ فَإِنَّا لَا نَعْلَمُ مِنْهُ إِلَّا خَيْرًا وَ أَنْتَ أَعْلَمُ بِهٖ (المصنَّف لابن أبى شيبة، المجلد (٣)، كتاب الجنائز، باب (١٢٥) فى الدعاء للميت بعد ما يدفن الخ، ص٢١٢، برقم:٥)

یعنی، اے اللہ! تیرا بندہ اور تیرے بندے کا بیٹا آج تیرا مہمان ہے، پس تو اس کے گناہ بخش دے اور اس کی قبر کو کشادہ فرما دے، ہم تو صرف اس سے نیکی کو جانتے ہیں اور تو اس کو سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔

حضرت ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم کا عمل:

شمس الائمہ ابوبکر محمد بن احمد بن ابی سہل سرخسی حنفی متوفی ۴۳۸ھ [۲۷] اور علامہ علاؤالدین ابوبکر بن مسعود کاسانی متوفی ۵۸۷ھ [۲۸] لکھتے ہیں:و لنا ما روى عن ابن عباس و ابن عمر رضى اللّٰه عنهم: أَنَّهُمَا فَاتَتْهُمَاا الصَّلَاةُ عَلى جَنَازَةٍ، فَلَمَّا حَضَرَا مَا زَادَا عَلَى الْإِسْتِغْفَارِ لَهٗ ـ واللفظ للسرخسى

یعنی، ہماری دلیل حضرت ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم کی روایت ہے کہ آپ دونوں سے نماز جنازہ فوت ہوگئی پس جب آئے تو انہوں نے میت کے واسطے صرف بخشش کی دعا مانگی۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا عمل:

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نمازِ جنازہ نکل گئی جب نمازِ جنازہ کے بعد پہنچے، آپ نے فرمایا تھا کہ اگر تم نے مجھ سے پہلے نماز پڑھ لی تو ان کے لئے دُعا میں مجھ سے آگے نہ بڑھو، یعنی صبر کرو دعا میں مجھے شریک ہونے دو۔ چنانچہ امام سرخسی حنفی اور علامہ کاسانی حنفی لکھتے ہیں:و عبداللّٰه بن سلام فاتته الصلاة على جنازة عمر، فلما حضر قال :''**إِنْ سَبَقْتُمُوْنِىْ بِالصَّلٰوةِ عَلَيْهِ، فَلَاتَسْبِقُوْنِىْ بِالدُّعَا لَهٗ**''_[۲۹]

[۲۷] المبسوط للسرخسى، الجلد (٢)، كتاب الصلاة، باب غسل الميت، ص٦١

[۲۸] بدائع الصنائع فى ترتيب الشرائع، المجلد (٢)، كتاب الصلاة، صلوٰة الجنازة، فصل: فى بيان من يصلّى عليه، ص٣٣٨

[۲۹] المبسوط للسرخسى: ٢/١٦١_ أيضاً بدائع الصنائع: ٢/٣٣٨

یعنی، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ فوت ہوگئی تو (جب تشریف ئے تو آپ نے) فرمایا اگر تم نے امیر المؤمنین پر نماز پڑھنے میں مجھ پر سبقت کی ہے تو (اب) ان کے لئے دُعا میں مجھ سے سبقت نہ کرو۔ ۳۰

اس سے بھی معلوم ہوا صحابہ کرام بھی نمازِ جنازہ کے بعد میت کے واسطے دعا مانگتے تھے تبھی تو حضرت ابن سلام رضی اللہ عنہ نے فرمایا نماز میں تو شامل نہ ہوسکا اب نماز کے بعد دُعا میں تو شامل ہونے دو۔

حکیم فعلِ قبیح کا حکم نہیں دیتا:

جب ثابت ہو چکا کہ نمازِ جنازہ کے بعد دعا مانگنا حکمِ رسول وفعلِ رسول رضی اللہ عنہ و فعلِ صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم اجمعین ہے، اب بتائیے کہ حکیم بھی کبھی کسی قبیح شئ کا امر کرتا ہے اور فرمانِ رسول ﷺ پر عمل بھی بدعت ہوسکتا ہے فعلِ رسول ﷺ کو بھی بدعت کہا جاسکتا ہے کیا صحابہ بدعتی تھے؟ انہوں نے بھی بعد نمازِ جنازہ دُعا مانگی ہے۔ خود فیصلہ کیجئے کہ دعا مانگنا غیر منطقی امر ہے یا اس کی مخالفت کرنا۔

---

۳۰ حضرت امام حسن بصری کا عمل:

امام ابن ابی شیبہ فرماتے ہیں حدیث بیان کی ہم سے ہشیم نے، وہ فرماتے ہیں خبر دی ہمیں ابوحرہ نے وہ روایت فرماتے ہیں امام حسن سے أَنَّهُ إِذَا سَبَقَ بِالْجَنَازَةِ يَسْتَغْفِرُ لَهَا وَ يَجْلِسُ أَوْ يَنْصَرِفُ (المصنّف لابن أبی شیبة، المجلد (۳)، کتاب الجنائز، باب (۱۶۳) من کان لا یری الصلاة علیها الخ، ص ۲۴۰، برقم:۲)

یعنی، نمازِ جنازہ جب آپ سے پہلے ہو جاتی تو آپ میت کے لئے بخشش کی دُعا مانگتے اور بیٹھ جاتے یا لوٹ جاتے۔

خام خیالی کا ازالہ:

سوال میں لکھا ہے، ''اس دُعا کا حضور ﷺ سے چل کر تینوں بہترین زمانوں (صحابہ، تابعین، تبع تابعین) میں کہیں وجود نہیں پایا جاتا''، آپ خود بتائیے کہ یہ سچ ہے یا جھوٹ؟ یقیناً جھوٹ ہے۔

یہ لوگ خود اپنی میتوں کے بھی دشمن ہیں جو ان کے لئے مغفرت کی دُعا تک نہیں مانگتے اور دُعا مانگنے والوں کو روکتے ہیں اور ان کی دیدہ دلیری تو دیکھئے جو اللہ تعالیٰ سے بھی مانگنے سے منع کرنے لگے ہیں اور (معاذ اللہ) اللہ سے مانگنے کو بھی بدعت کہنے لگے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿أُدْعُوْنِیْ أَسْتَجِبْ لَكُمْ الآیة﴾ ۳۱

ترجمہ: مجھ سے دُعا کرو میں قبول کروں گا۔ (کنزالایمان)

کیا اللہ تعالیٰ سے مانگنا بھی بدعت ہوسکتا ہے؟ العیاذ باللہ۔

اور لکھا ہے کہ ''اور پھر جب نمازِ جنازہ بجائے خود بھی ایک دُعا ہی تو ہے تو دُعا کے بعد ایک اور بے محل دُعا کی کیا تُک ہے۔'' کیا دُعا کا بھی محل ہے۔ یعنی قرآن وحدیث میں کہیں ذکر ہے کہ فلاں وقت دُعا نہ مانگو حالانکہ اللہ تعالیٰ تو قرآن میں ارشاد فرماتا ہے

﴿أُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ الآیة﴾ ۳۲

ترجمہ: میں دُعا مانگنے والے کی دُعا قبول کرتا ہوں جب وہ مجھ سے دُعا مانگتا ہے۔

ہر عبادت کا وقت مقرر ہے لیکن دُعا ایسی عبادت ہے جس کا کوئی وقت مقرر نہیں اسی لئے حضور ﷺ نے فرمایا ''دُعا بکثرت کرو، جب تم میں سے کوئی دُعا مانگے تو کثرت سے دُعا

---

۳۱ المؤمن: ۶۰/۴۰

۳۲ البقرة: ۱۸۶/۲

مانگے اس لئے کہ وہ اپنے ربّ سے ہی سوال کرتا ہے''۔

قرآن کے مطلق حکم پر زیادتی جائز نہیں:

قرآن سے تو ثابت ہے جب بھی دُعا مانگی جائے وہی محل ہے۔ان کے نزدیک اللہ سے مانگنا بھی جائز نہیں کہ فلاں وقت نہ مانگو کیونکہ یہ محل نہیں ہے۔ انہوں نے تو کتاب اللہ کے مطلق کو مقیّد کیا ہے، وہ کس دلیل سے مقیّد کیا ہے؟ کیونکہ کتاب اللہ کے مطلق کو تو صرف آیت قرآنی متواتر یا مشہور حدیث سے مقیّد کیا جاسکتا ہے اور ان کے پاس کونسی دلیل ہے؟

۲۔ اعتراض (احناف کا غیر علمی گروہ):

سوال میں ایک اور اعتراض یہ کیا کہ ''دعا مانگنے والے احناف کا غیر عملی گروہ ہے''۔

جواب:

یہ اعتراض ہی بے علمی کی علامت ہے کیونکہ مذہبِ احناف اس کے برعکس ہے۔

احناف کا مذہب:

احناف کا مذہب سُنیے علامہ محمد بن فضل بن انیف ابوبکر فضلی الکماری متوفی ۳۸۱ھ جن کے متعلق علامہ عبدالحی لکھنوی متوفی ۱۳۰۴ھ لکھتے ہیں کہ کان إماماً کبیراً و شیخاً جلیلاً معتمداً فی الروایۃ مقلّداً فی الدرایۃ۔ ۳۳

یعنی، وہ امام کبیر اور شیخ جلیل تھے روایت میں معتمد اور درایت میں مقلد تھے۔

۳۳ الفوائد البهية فی تراجم الحنفية، حرف الميم، محمد بن الفضل ابو بكر الفضلی الكماری، ص۱۹٤

چنانچہ برجندی شرح وقایہ جلد(۱)،ص۱۸۰ پر ہے کہ امام فضلی فرماتے ہیں: لا بأس به۔

یعنی، نمازِ جنازہ کے بعد دعا مانگنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اور علامہ زین الدین ابن نجیم حنفی متوفی ۹۷۰ھ ''کنز الدقائق'' ۳۴ کی عبارت کہ ''نماز جنازہ چار تکبیریں ہیں، پہلی کے بعد ثناء، دوسری کے بعد نبی ﷺ پر درود، اور تیسری کے بعد دعا اور چوتھی کے بعد سلام'' کے تحت لکھتے ہیں: و قيد بقوله بعد الثالثة لأنه لا يدعو بعد التسليم كما فی "الخلاصة" و عن الفضلی لا بأس به ۳۵

یعنی، مصنّف نے دعا کے لئے تیسری تکبیر کے بعد قید لگائی اس لئے کہ (اگر اس وقت اس نے دعا نہ مانگی تو) سلام پھیرنے کے بعد نہیں مانگے گا (اس طرح میت کے واسطے دعا ہی رہ جائے گی) جیسا کہ ''خلاصۃ الفتاویٰ'' میں ہے اور امام فضلی سے مروی ہے سلام کے بعد میت کے لئے دعا مانگنے میں کوی حرج نہیں ہے۔

نمازِ جنازہ کے بعد دُعا میں زیادتی علی الصلوٰۃ کا شبہ صفوں میں انتشار سے ختم ہوجاتا ہے لہذا کراہت کا حکم نہیں لگے گا کیونکہ کراہت کے حکم کا مدار جس علّت پر ہے، وہ علّت ہے زیادتی علی الصلوٰۃ کا شبہ، جب صفیں توڑنے سے علّت باقی نہ رہی تو حکم بھی باقی نہیں رہے گا۔اسی طرح ''بیاض فضل اللہ'' میں ہے۔ ۳۶

حدیث شریف میں ہے أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلّٰى عَلٰى جَنَازَةٍ، فَلَمَّا فَرَغَ جَاءَ عُمَرُ، وَ مَعَهُ قَوْمٌ، فَأَرَادَ أَنْ يُّصَلِّيَ ثَانِياً، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "الصَّلَاةُ عَلٰى الْجَنَازَةِ لَا

۳۴ كنز الدقائق، كتاب الصلاة، باب الجنائز، فصل، ص۵۱۔۵۲

۳۵ البحرالرائق، المجلد (۲)، كتاب الجنائز، فص، ص۱۸۳

۳۶ بياض فضل الله، جلد(۱)، ص۱٤۳، مخطوط مصوّر

تُعَادُ، وَ لٰكِنْ أُدْعُ لِلْمَيِّتِ وَ اسْتَغْفِرْلَهٗ۔ ۳۷

یعنی، نبی ﷺ نے کسی کی نمازِ جنازہ پڑھائی، جب فارغ ہوگئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے اور ان کے ساتھ کچھ لوگ بھی تھے اور آپ نے دوبارہ نمازِ جنازہ پڑھنے کا ارادہ کیا، تو انہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''نمازِ جنازہ لوٹائی نہیں جاتی، (یعنی دوسری بار نہیں پڑھائی جاتی) لیکن تم میت کے واسطے دُعا مانگو اور اس کے لئے بخشش طلب کرو۔

اور علامہ کاسانی لکھتے ہیں: و هذا نصّ فی الباب ۳۸

یعنی، یہ اس باب میں نص ہے۔

اسی طرح مروی ہے کہ حضرت ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم نمازِ جنازہ کے لئے تشریف لائے جبکہ نمازِ جنازہ پڑھی جا چکی تھی تو دونوں نے صرف میت کے واسطے بخشش کی دعا مانگی۔ ۳۹

مذکورہ دونوں حدیثیں حنفی فقہ کی مشہور و مستند کتاب ''المبسوط'' اور ''بدائع الصنائع'' ہی میں مذکور ہیں اور ان کے مؤلف شمس الائمہ ابوبکر محمد بن احمد بن ابی سہل سرخسی متوفی ۴۳۸ھ اور علامہ علاؤ الدین ابوبکر بن مسعود کاسانی متوفی ۵۸۷ھ حنفی بزرگ ہیں اور سائل بجائے مسلمانوں کو حیران بلکہ پریشان کرنے کے، یہ بات اپنے علم میں لائے کہ ۴۳۸ھ اور ۵۸۷ھ تک اس گروہ کا نام ابھی انہیں الاٹ نہیں ہوا تھا، اُمّت ائمہ اربعہ پر جمع تھی، گروہ

۳۷ بدائع الصنائع: ۲/۳۳۷

۳۸ بدائع الصنائع: ۲/۳۳۷۔ أیضاً المبسوط للسرخسی: ۲/۶۱

۳۹ بدائع الصنائع، المجلد(۲)، کتاب الصلاۃ، فصل فی بیان من یصلی علیہ، ص۳۳۷۔ ۳۳۸

کا معرضِ وجود میں آنا تو دُور کی بات غیر مقلّدیت کا اظہار کرنا بھی مشکل تھا اس وقت جو ایسی ذہنیت رکھتے تھے وہ بھی مسلمانوں سے خائف ہو کر اپنے آپ کو ائمہ اربعہ میں سے کسی امام کا مقلّد گردانتے تھے تو حنفی بزرگ کا ان کے ساتھ ہونا تو بہت دُور کی بات ہے۔ اور یہ الزام سب سے پہلے غیر مقلّدین پر آتا ہے کہ خود کو ''اہلِ حدیث'' کہتے ہیں اور حدیث کو مانتے نہیں، یہ لوگ صرف ہم اہلسنّت کی مخالفت میں حدیثِ نبوی ﷺ اور آثارِ صحابہ کا انکار کرتے ہیں عمل نہیں کرتے کیونکہ اگر عمل کرتے ہیں تو اہلسنّت کے ساتھ موافقت ہو جاتی ہے وہ انہوں نے کرنی نہیں۔

۳۔ اعتراض (تکرارِ دعا درست نہیں):

اور اگر نمازِ جنازہ خود دعا ہے اور نمازِ جنازہ کے بعد دُعا مانگنے میں تکرارِ دعا ہے جو صحیح نہیں۔

جواب:

تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے جیسا کہ فقہ حنفی کی مشہور کتاب ''بدائع الصنائع'' میں ہے کہ لا بأس بتکرار الدعاء۔ ۴۰

یعنی، تکرارِ دعا میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اور اسی فصل میں لکھتے ہیں: لأن التنفل بالدعاء و الاستغفار مشروع و بالصلاة علی الجنازه غیر مشروع ۴۱

یعنی، دُعا اور استغفار کے ساتھ تنفل مشروع ہے اور نفل نمازِ جنازہ مشروع

۴۰ بدائع الصنائع، المجلد(۱)، کتاب الصلاۃ، صلاۃ الجنازۃ، ص ۳۳۷

۴۱ بدائع الصنائع: ۲/۳۳۸

نہیں ہے۔

اورنعمانِ ثانی مخدوم عبدالواحد سیوستانی حنفی متوفی ۱۲۲۴ھ سے سوال کیا گیا کہ ''دعا خواستن بعداز نماز جنازہ رواست یا نہ؟'' یعنی نمازِ جنازہ کے بعد دعا مانگنا جائز ہے یا نہیں تو آپ نے جواب میں لکھا "الظاهر أنه جرىٰ بذلك عرف أهل الإسلام و قد ورد في الحديث: "مَارَاٰهُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَناً فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ" ۴۲

انتهىٰ على أنه ذكر في "العالمگيرية" ۴۳: و يستحب إذا دفن الميّت أن يجلسوا ساعة عند القبر بعد الفراغ بقدر ما

۴۲ اس حدیث کوامام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ نے "المسند" اور "كتاب السنّة" روایت کیا ہے اور امام شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن سخاوی متوفی ۹۰۲ھ لکھتے ہیں کہ امام احمد نے اسے حدیث وائل عن ابن مسعود روایت کیا ہے، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں کو دیکھا تو ان میں آپ ﷺ کے لئے اصحاب کو چن لیا، پس انہیں اپنے دین کے مددگار اور اپنے نبی کے وزیر بنا دیا، پس جسے مسلمان اچھا جانیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھا ہے، جسے مسلمان بُرا جانیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بُرا ہے''۔ اور یہ روایت "موقوف حسن" ہے اور اس طرح اس کی بزار، طیالسی، طبرانی اور ابونعیم نے "حلیه" میں ترجمۂ ابن مسعود رضی اللہ عنہ میں اس کی تخریج فرمائی، بلکہ یہ امام بیہقی کے ہاں ''الاعتقاد'' میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے دوسری وجہ کے ساتھ مروی ہے (المقاصد الحسنة، الباب الأول، حرف الميم، ص۳۵۹، برقم:۹۵۹)

۴۳ الفتاوى الهندية، المجلد (۱)، كتاب الصلاة، الباب الحادي و العشرون، الفصل السادس في القبر و الدفن الخ، ص۱۶۶

ينحر جزور و تقسم لحمها يتلون القرآن و يدعون للميّت ولا يخفى أن هذا الدعاء واقع بعد الصلوٰة فيدل على شرعية الدعاء بعد الصلوٰة في الجملة، فتدبّر و الله أعلم۔" ۴۴

یعنی، ظاہر یہ ہے کہ اہلِ اسلام کا نمازِ جنازہ کے بعد دُعا مانگنے میں عُرف جاری ہے اور حدیث شریف میں وارد ہے ''جسے مسلمان اچھا جانیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھا ہے''۔ اسی بنا پر ''فتاویٰ عالمگیریہ'' میں ذکر کیا گیا ہے اور جب میت کو قبر میں دفن کر دیا جائے تو دفن سے فارغ ہونے کے بعد قبر کے پاس اتنی دیر بیٹھنا مستحب ہے کہ جتنی دیر میں اونٹ کو نحر کر کے اس کا گوشت تقسیم کیا جا سکے، اس وقت میں قرآن کی تلاوت کریں اور میت کے واسطے دُعا مانگیں۔ اور یہ بات مخفی نہیں ہے کہ یہ دُعا نماز کے بعد ہے تو یہ جملہ نمازوں کے بعد دُعا کے مشروع ہونے کی دلیل ہے۔ ۴۵

۴۴ فتاوى واحدى، المجلد (۱)، كتاب الجنائز، ص۲۵۴

۴۵ نعمان ثانی مخدوم عبدالواحد سیوستانی حنفی متوفی ۱۲۲۴ھ نے دُعا بعد نمازِ جنازہ کے مشروع ہونے پر اس سے استدلال فرمایا کہ اہلِ اسلام میں نمازِ جنازہ کے بعد دُعا مانگنے کا عُرف جاری ہے اور اہلِ اسلام اسے اچھا جانتے ہیں اور حدیث شریف ہے کہ ''مسلمان جسے اچھا جانے تو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اچھا ہے''، مخدوم علیہ الرحمہ نے اپنے زمانے کے عُرف کا ذکر کیا ہے اور حضرت ۱۲۲۴ھ میں فوت ہوئے ہیں، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آج سے دو سو سال قبل بھی نمازِ جنازہ کے بعد دعا مانگنا عام تھا اور روکنے والا کوئی نہ تھا۔ اہلِ اسلام سے مراد عوام الناس نہیں ہے بلکہ علماء اور فقہاء مراد ہیں کیونکہ نمازِ جنازہ وہی پڑھاتا ہے جو اُن میں افضل ہوتا ہے اور جو اِس علاقے کے رسم ورواج اور عادات سے واقف ہیں، وہ بخوبی جانتے ہیں کہ نماز جنازہ پڑھانے کے لئے علماء=

.....

=وفقہاء کوترجیح دی جاتی ہے۔اورمخدوم علیہ الرحمہ کا دوسرا استدلال تدفین کے بعد قبر پر تلاوت قرآن اور میت کے لئے دُعا سے اس طرح فرمایا کہ یہ دُعا مانگنا مستحب ہے تو ظاہر ہے کہ وہ دُعا نمازِ جنازہ کے بعد ہے تو ثابت ہوا کہ نمازِ جنازہ کے بعد تدفین سے قبل دُعا بھی درست ہے۔اور علماء کرام نے اس کے جواز کی تصریح بھی کی ہے۔

جواز کی تصریح:

أقول: رأيت في "حاشية خزانة الروايات" يخط بعض العلماء، و قرأة الفاتحة و الدعاء للميت قبل الدفن يجوز لأن أبا حنيفة لما مات فختم سبعين ألف ختمة قبل الدفن (حاشية خزانة الروايات، ص ١٤١)

یعنی،احقرنعیمی کہتا ہے کہ میں نے ''خزانۃ الروایات'' کے حاشیہ میں بعض علماء کے خط سے لکھا ہوا دیکھا کہ تدفین سے قبل فاتحہ پڑھنا اور میت کے لئے دعا مانگنا جائز ہے کیونکہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا جب وصال ہوا تو آپ کی تدفین سے قبل سر ہزار (۷۰،۰۰۰) ختم ہوئے۔

اسی طرح علماء کرام نے دُعا بعد نماز جنازہ کو غیر مکروہ قرار دیا ہے اور اس کو مختار اور مفتی بہ قرار دیا ہے۔

مختار ومفتیٰ بہ قول:

مولانا عبداللطیف چشتی قادری نقشبندی کے فتاویٰ میں ہے کہ چہ میفر مایند علمائے دین ومفتیان متین درین مسئلہ کہ بعض علماء بعد از تمام کردن نمازِ جنازہ دعا مکروہ میگویند این درست است یا نہ؟

ھو المصوّب للجواب: بہ قول حضرت ابی بکر بن حامد دُعا بعد نمازِ جنازہ مکروہ=

ملاعلی قاری حنفی کا پیش کردہ حوالہ:

سائل نے اپنے سوال میں علامہ ملاعلی قاری علیہ رحمۃ الباری صاحبِ مرقات المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح کی عبارت پیش کی ہے آپ علیہ الرحمہ نے ''مرقات'' میں لکھا ہے: لا يدعوا للميّت بعد صلوٰة الجنازة، لأنه يشبه الزيادة في صلوٰة الجنازة۔

جواب:

ملاعلی قاری نے یہ اس لئے لکھا ہے کہ فقہاء کرام بہت محتاط ہوتے ہیں وہ بدمذہبوں سے ذرا بھی مشابہت سے احتراز فرماتے ہیں چونکہ احناف کے نزدیک نمازِ جنازہ میں چار تکبیریں ہیں جبکہ شیعوں کے ہاں پانچ تکبیریں ہیں،لہٰذا نمازِ جنازہ کے مکمل ہونے کے بعد اگر وہیں کھڑا رہ کر دُعا کرے گا تو عوام کو یہ شبہ نہ ہو کہ اہلسنّت کے نزدیک چار تکبیروں کے سوا بھی زائد کا حکم ہے۔لہٰذا آپ علیہ الرحمہ نے کراہت کا فتویٰ دیا۔مگر جب چوتھی تکبیر کے بعد صفیں منتشر ہو جائیں پھر دُعا کی جائے تو ہرگز مشابہت نہ ہوگی۔لہٰذا ملاعلی

=است لیکن بقول حضرت محمد بن فضل مکروہ نیست،مختار ومفتی بہ ہمیں است۔برجندی (فتاوی شهابية، ص ٤٠)

یعنی،کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بعض علماء نمازِ جنازہ پوری کرنے کے بعد (میت کے واسطے) دعا مانگنے کو مکروہ کہتے ہیں یہ درست ہے یا نہیں؟

ھو المصوّب للجواب: حضرت ابوبکر بن حامد کے قول کے مطابق دعا بعد نماز جنازہ مکروہ ہے لیکن بقول حضرت محمد بن فضل کے (دعا بعد نمازِ جنازہ) مکروہ نہیں ہے،مختار ومفتیٰ بہ یہی ہے،بحوالہ برجندی (یعنی مختار اور فتویٰ اس پر ہے کہ دعا بعد نمازِ جنازہ مکروہ نہیں ہے)

قاری کا لگایا گیا حکم قباحت لنفسہ کی بناء پر نہیں بلکہ مشابہتِ رافضہ کی بناء پر ہے۔لہٰذا صفیں ٹوٹنے سے جب مشابہت کا ڈر ہی نہ رہا تو علّت نہ رہی اور علّت نہ رہی تو معلول یعنی کراہت کا حکم بھی باقی نہ رہا۔

واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب

المفتی محمد عطاء اللہ النعیمی
رئیس دار الافتاء
(جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان)

الاثنین، ۲۶ ربیع الآخر۱۴۲۳ھ، ۸جولائی ۲۰۰۲ء

مآخذ ومراجع

☆ الإحسان بترتیب صحیح ابن حبان، الطبعة الثانیة ١٤٢٢ھ ـ ١٩٩٦م، دار الکتب العلمیة، بیروت
☆ الأدب المفرد للبخاری مع شرحه، الطبعة الأولیٰ ١٤٢٢ھ ـ ٢٠٠٢م، دار الکتب العلمیة، بیروت
☆ إرشاد الساری شرح صحیح البخاری، ١٤٢١ھ ـ ٢٠٠٠م، دار الفکر، بیروت
☆ البحر الرائق، أیج أیم سعید کمپنی، کراتشی
☆ بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، تحقیق علی محمد معوّض و شیخ عادل أحمد عبدالموجود، الطبعة الأولیٰ ١٤١٨ھ ـ ١٩٩٧م، دار الکتب العلمیة، بیروت
☆ بیاض فضل اللّٰه، مخطوط مصوّر فی دار الکتب انوار المجددیة النعیمیة، کراتشی
☆ تحفة الأخیار بترتیب مشکل الآثار، تحقیق و ترتیب أبی الحسین خالد محمود الرباط ، الطبعة الأولیٰ ١٤٢٠ھ ـ ١٩٩٩م، دار بلنسیة، الریاض
☆ تفسیر الجلالین، الطبعة التاسعة ١٤١٩ھ ـ ١٩٩٨م، دار ابن کثیر، بیروت
☆ تیسیر القاری شرح صحیح البخاری، مکتبه علوی محمد علی لکهنوی
☆ جامع بیان العلم و فضله لا بن عبد البر، تحقیق أبو عبدالرحمٰن فواز أحمد زمرلی، الطبعة الأولیٰ ١٤٢٤ھ ـ ٢٠٠٣م، دار ابن حزم، بیروت
☆ الجامع لشعب الإیمان، تحقیق الدکتور عبدالعلی عبدالحمید حامد، الطبعة الأولیٰ ١٤٢٣ھ ـ ٢٠٠٣م، مکتبة الرُّشد، الریاض
☆ حاشیة خزانة الروایات، محظوط مصوّر فی دار الکتب لجمعیة إشاعة أهل السنّة، (باکستان)
☆ رسائل الأرکان، مکتبه إسلامیه، کوئته
☆ سنن أبی داؤد، إعداد و تعلیق عزّت عبید لدعامس و عادل السید، الطبة الأولیٰ ١٤١٨ھ ـ ١٩٩٧م، دار ابن حزم، بیروت

☆ سنن ابن ماجة، تحقيق محمود محمد محمود حسن نصّار، الطبعة الأولى ١٤١٩ھ- ١٩٩٨م، دار الكتب العلمية، بيروت

☆ سنن الترمذى، تحقيق محمود محمد محمود حسن نصّار، الطبعة الأولى ١٤١٩ھ- ١٩٩٥م، دار الكتب العلمية، بيروت

☆ سنن الدارمى، تخريج الشيخ محمد عبدالعزيز الخالدى، الطبعة الأولى ١٤١٧ھ - ١٩٩٦م، دار الكتب العلمية، بيروت

☆ السنن الصغرىٰ للبيهقى، تحقيق خليل مأمون شيحا، الطبعة الأولى ١٤٢٠ھ - ١٩٩٩م، دار المعرفة، بيروت

☆ السنن الكبرىٰ للبيهقى، تحقيق محمد عبدالقادر عطا، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٠ھ- ١٩٩٩م، دار الكتب العلمية، بيروت

☆ سنن النسائى، ضبط و توثيق صدقى جميل العطّار، ١٤١٥ھ - ١٩٩٥م، دار الفكر، بيروت

☆ شرح السنّة، الطبعة الثانية ١٤٢٢ھ - ٢٠٠٣م، دار الكتب العلمية، بيروت

☆ صحيح ابن خزيمة، تحقيق محمد الأعظمى، الطبعة الثالثة ١٤٢٤ھ - ٢٠٠٣م، المكتب الإسلامى، بيروت

☆ صحيح مسلم، الطبعة الأولى ١٤٢١ھ - ٢٠٠١م، دار الكتب العلمية، بيروت

☆ صحيح موارد الظّمآن، الطبعة الأولى ١٤٢٢ھ- ٢٠٠٢م، دار الصّميعى للنشر و التوزيع، الرياض

☆ العيال لابن أبى الدنيا، تحقيق نجم خلف، الطبعة الأولى ١٩٩٠م، دار ابن القيم، الدمام

☆ غنية المستملى بشرح منية المصلّى، سهيل أكادمى، لاهور

☆ فتاوىٰ شهابية، مكتة حقانية، كوئتة

☆ فتاوىٰ واحدى، ١٣٤٦ھ- ١٩٢٧م، مطبع گيلانى اليكٹرك، لاهور

☆ الفتاوىٰ الهندية، الطبعة الثالثة ١٣٩٣ھ- ١٩٧٣م، دار المعرفة، بيروت

☆ فتح القدير، دا رإحياء التراث العربى، بيروت

☆ فضل اللّٰه الصمد بتوضيح الأدب المفرد، تعليق شمس الدين، الطبعة الأولى ١٤٢٢ھ- ٢٠٠٢م، دار الكتب العلمية، بيروت

☆ الفوائد البهية فى تراجم الحنفية، قديمى كتب خانه، كراتشى

☆ الكافية، ٢٠٠٣م، مكبته اعلىٰ حضرت ، لاهور

☆ كتاب الأذكار للنووى، تحقيق بشير محمد عيون، الطبعة الثالثة ١٤٢٤ھ- ٢٠٠٣م، مكتبة دار البيان، دمشق

☆ كتاب الثقات لابن حبان، الطبعة ١٣٩٣ھ- ١٩٧٣م، دائرة المعارف العثمانية، بحيدر آباد دكن، الهند

☆ كتاب الدعاء للطبرانى، تحقيق مصطفىٰ عبدالقادر عطا، الطبعة الأولى ١٤٢١ھ- ٢٠٠١م، دار الكتب العلمية، بيروت

☆ كتاب المغازى، تحقيق محمد عبدالقادر و أحمد عطا، الطبعة الأولى ١٤٢٤ھ- ٢٠٠٤م، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت

☆ كنز الإيمان فى ترجمة القرآن، مكتبه رضويه، كراتشى

☆ كنز الدقائق، قديمى كتب خانه، كراتشى

☆ كنز العمال فى سنن الأقوال و الأفعال، تحقيق محمود عمر الدمياطى، الطبعة الأولى ١٤٢٣ھ- ٢٠٠٤م، دار الكتب العلمية، بيروت

☆ كنز العمال على هامش مسند الإمام أحمد، المكتب الإسلامى، بيروت

☆ المبسوط للسرخسى، قدّم له الشيخ خليل، الطبعة الأولى ١٤٢١ھ- ٢٠٠٠م، دار الفكر، بيروت

☆ المتجر الرابح فى ثواب العمل الصالح، الطبعة الأولى ١٤٢٤ھ- ٢٠٠٣م، مؤسسة الكتب الثقافية، بيروت

☆ مجمع الزوائد و منبع الفوائد، تحقيق محمد عبدالقادر أحمد عطا، الطبعة الأولى ١٤٢٢ھ - ٢٠٠١م، دار الكتب العلمية، بيروت

☆ المدخل للبيهقى، تحقيق محمد الأعظمى، دار الخلفاء للكتاب الإسلامى، الكويت

☆ مسند أبی یعلی، تحقیق و تخریج الشیخ خلیل مأمون شیحا، الطبعة الأولی ١٤٢٦ھ ـ ٢٠٠٥م، دار المعرفة، بیروت

☆ المسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقیق و تعلیق شعیب الأرنؤوط و عادل مُرشد، الطبعة الأولی ١٤١٧ھ ـ ١٩٩٧م، مؤسسة الرسالة، بیروت

☆ المسند الإمام أحمد بن حنبل، دار الکتب الإسلامی، بیروت

☆ مشکوٰة المصابیح، تحقیق محمد ناصر الدین الألبانی، الطبعة الثالثة ١٤٠٥ھ ـ ١٩٨٥م، المکتب الإسلامی، بیروت

☆ مصابیح السنّة للبغوی، تحقیق الدکتور یوسف عبدالرحمٰن، الطبعة الأولی ١٤٠٧ھ ـ ١٩٨٧م، دار المعرفة، بیروت

☆ المعجم الأوسط للطبرانی، تحقیق محمد حسن محمد حسن إسماعیل الشافعی، الطبعة الأولی ١٤٢٠ھ ـ ١٩٩٩م، دار الفکر، بیروت

☆ المعجم الصغیر للطبرانی، دار الکتب العلمیة، بیروت

☆ المعجم الکبیر للطبرانی، تحقیق حمدی عبدالحمید، ١٤٢٢ھ ـ ٢٠٠٢م، دار إحیاء التراث العربی، بیروت

☆ المقاصد الحسنة فی بیان کثیر من الأحادیث المشتهرة علی الألسنة، تصحیح و تعلیق عبدالله محمد صدیق، الطبعة الأولی ١٤٠٧ھ ـ ١٩٨٧م، دار الکتب العلمیة، بیروت

☆ موارد الظمآن إلی زوائد ابن حبان، تحقیق محمد عبدالرزاق حمزه، دار الکتب العلمیة، بیروت

☆ نصب الرایة تخریج أحادیث الهدایة، تحقیق أحمد شمس الدین، الطبعة الأولی ١٤٢٢ھ ـ ٢٠٠٢م، دار الکتب العلمیة، بیروت

☆ وقار الفتاویٰ، ترتیب مولانا محمد شعیب قادری، بزم وقار الدین، کراتشی

☆ هدایة الرواة إلی تخریج أحادیث المصابیح و المشکاة، تحقیق علی بن حسن عبد الحمید الحلبی، الطبعة الأولی ١٤٢٢ھ ـ ٢٠٠١م، دار ابن عفان، القاهره، مصر

☆ هدایة النحو، قدیمی کتب خانه، کراتشی

توجہ فرمائیے

ادارے کی ہدیۃ شائع شدہ کتب

کہی ان کہی

زکوٰۃ کی اہمیت

رمضان المبارک معزز مہمان یا محترم میزبان

عیدالاضحیٰ کے فضائل اور مسائل

امام احمد رضا قادری رضوی، حنفی رحمۃ اللہ علیہ مخالفین کی نظر میں

میلاد ابن کثیر

عورتوں کے ایّام خاص میں نماز اور روزے کا شرعی حکم

ان **کتب خانوں پر دستیاب ہیں**

مکتبہ برکات المدینہ، بہار شریعت مسجد، بہادر آباد، کراچی

مکتبہ غوثیہ ہولسیل، پرانی سبزی منڈی، نزد عسکری پارک، کراچی

ضیاء الدین پبلی کیشنز، نزد شہید مسجد، کھارادر، کراچی

مکتبہ انوار القرآن، میمن مسجد مصلح الدین گارڈن، کراچی (حنیف بھائی انگوٹھی والے)

مکتبہ فیض القرآن، قاسم سینٹر، اردو بازار، کراچی